شغف تھا، کئی ایک اُردو فارسی کتابیں یادگار چھوڑیں۔ تاریخ کی طرف طبعی میلان تھا۔ تاریخ صوبہ سرحد دو ضخیم جلدوں میں لکھ کر ۱۹۱۱ء میں طبع کرائی۔ طرزِ تحریر قدیم ہے۔ جس میں الجھاؤ یا گنجلک پن نہیں پایا جاتا۔[1]

مولانا فیض اللہ قریشی ہزاروی[2] آپ کی تاریخ ولادت اور وفات کا علم نہیں ہوسکا۔ آپ تربیلہ ہزارہ کے ایک قصبہ "لمغانیان" سے تعلق رکھتے تھے۔ سکونت کندی ابراہیم خانی میں تھی۔ آپ علوم معقول اور منقول کے علاوہ عربی ادب میں درجۂ فضیلت رکھتے تھے۔

آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں حضرۃ سید محمد امیر نقشبندی عرف حضرت جی صاحب کوٹھ کے مریدین میں سے تھے اور آپ نے بھی دوسرے مریدین کی طرح اپنے پیرِ طریقت کی مدح میں بزبان عربی، فارسی اور پشتو مدحیہ قصائد لکھے ہیں۔ آپ اپنے پیرِ طریقت کے سفرِ سوات ۱۲۷۲ھ میں ان کے ساتھی تھے۔ حضرۃ جی صاحب کوٹھ کے ایک دوسرے فاضل مرید مولانا صفی اللہ نے اپنی تالیف نظم الدرر فی سلک السیر میں کئی جگہ آپ کے حق میں تعریف و توصیف کے شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ جس سے آپ کے علمی و روحانی مقام کا پتہ چلتا ہے۔

تصانیف :- ۱۔ اقامۃ الجمعۃ وفرضیۃ الجمعۃ (عربی، فارسی) ۲۔ اشارۃ بالسبابۃ۔

۳۔ گنج سعادت — ایک طویل پشتو مثنوی کی کتاب ہے جو اپنے پیرِ طریقت کے مناقب و محامد کے موضوع پر ۱۲۶۹ھ میں لکھی گئی۔ یہ سب غیر مطبوعہ ہیں۔

طرزِ تحریر :- "اقامۃ الجمعۃ" کے دیباچہ کا ایک اقتباس ذیل میں نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا طرزِ تحریر علمی ہے اور آپ کو عربی انشاء پردازی پر پورا عبور حاصل تھا۔ آپ کی عبارت مسجع اور مرصع ہے۔ لکھتے ہیں :

الحمد للہ الذی یسبح لہ الرمال ویسجد لہ الظلال ویندکدک من ہیبتہ الجبال خلق الانسان من طین الازب والصلصال وزین صورتہ باحسن تقویم واتم اعتدال، وعصم قلبہ بنور الہدایۃ عن ورطات الضلال، واُذن لہ فی قرع باب الخدمۃ بالغدو والآصال ثم کحل بصر المخلص فی خدمتہ بنور لایزال حتی لاحظ بیصائرۃ حضرۃ الجلال، فلاح لہ من البہجۃ والکمال، ما استنفع دون مبادی اشراقہ کل حسن وجمال والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء وعلی آلہ

---

[1] فارغ بخاری : ادبیاتِ سرحد : صفحہ ۶۸ (عنوان : تاریخ)

[2] آپ کے سوانحی تذکرہ کا مواد مولانا عبدالحلیم اثر افغانی صاحب سے لیا گیا ہے۔